رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام حضرت مسیح موعود)

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

الفضل

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود ع)

ہفتہ میں دوبار شایع ہوتا ہے۔

قیمت بہر حال پیشگی چھ روپے سالانہ

جلد ۵ | ۳۱ جولائی ۱۹۱۷ء | شنبہ | مطابق ۱۰ شوال ۱۳۳۵ | نمبر ۹

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

کچھ دن سے گرمی کی شدت ہوگئی تھی۔ لیکن کل اور آج (۳۱ جولائی) خوب بارش ہوئی ہے۔ اور ابھی ہو رہی ہے۔ میر قاسم علی صاحب اور مولوی ابراہیم صاحب بقاپوری احمدیہ جلسہ کی تقریب پر زیرہ ضلع فیروز پور تشریف لے گئے ہیں یہاں کے گلی کوچہ اور خصوصاً احمدی محلہ کی صفائی خاص طور پر توجہ طلب ہے۔ امید ہے ذمہ دار صاحبان اس طرف خاص خیال کرینگے۔ اور بہت جلدی اس بات کا انتظام کر دینگے۔ کہ صفائی کرنے والے نالیوں کی گندگی نکال کر کنارے پر نہ ڈال دیا کریں۔ بلکہ اٹھا کر دور پھینکا کریں۔ تاکہ گلیوں میں بد بو اور تعفن پیدا نہ ہو ؎

ایک سناتنی پنڈت سے گفتگو

چند دن یہاں ایک سناتنی پنڈت کشن چند صاحب نے مختلف مضامین پر لیکچر دئے۔ آپ کا ایک لیکچر جو "ایشور کی اپاسنا (عبادت)" تاریخ ۲۷ جولائی تھا۔ ہمنے بھی سُنا۔ اور نہایت تعجب اور حیرانی سے دیکھا کہ پنڈت صاحب موصوف نے سناتن دھرم کے پیرؤوں کا پرانا اور مرنجان مرنج طریق اپدیش چھوڑ کر دیگر مذاہب پر حملہ آور ہونے کی طرح ڈالی۔ اور یہ دعویٰ کرتے ہوئے کہ دنیا میں کوئی مذہب ایسا نہیں جو کسی نہ کسی رنگ میں مورتی پوجا نہ کرتا ہو۔ اسلام کے متعلق کہا کہ اس میں بھی مورتی پوجا کی جاتی ہے اور اسکے ثبوت میں حجر اسود کا چومنا اور قبلہ کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھنا پیش کیا۔ پنڈت صاحب لیکچر ختم کر چکے تو مدرسہ احمدیہ کے ایک طالب علم نے کہا کہ آپ نے اسلام کے متعلق جو غلط بیانی کی ہے۔ اس کا جواب دینے کے لئے وقت دیا جائے۔ پنڈت صاحب نے کہا ہم آپکو صرف پندرہ منٹ دے سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ نہیں چونکہ جواب دینے کے لئے یہ وقت بہت کم تھا۔ اس لئے زیادہ پر اصرار کیا گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ ابھی ایک اور صاحب نے لیکچر دینا ہے اس لئے ہم اس سے زیادہ وقت نہیں دے سکتے۔ ہاں میں آپکو چیلنج دیتا ہوں کہ کل جس مسئلہ پر آپ چاہیں مجھ سے مباحثہ کر لیں اس پر انہیں کہا گیا کہ آپ تحریری چیلنج بھیجدیں۔ اس کا انہوں نے اقرار کر لیا۔ دوسرے دن ہم دو بجے تک ان کے چیلنج کا انتظار کرتے رہے لیکن جب نہ آیا۔ تو ہم نے رات کی گفتگو کا حوالہ دیکر پنڈت صاحب موصوف کو لکھا کہ ہم میں سے کوئی صاحب آپکے ساتھ مورتی پوجا پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ آپ وقت مقرر کر کے اور جگہ کا انتظام کر کے اطلاع دیں۔ اس کے متعلق پنڈت صاحب نے لکھا کہ میں یہاں کی سناتن دھرم سبھا کے بلانے پر آیا ہوا ہوں۔ اور اسی کی اجازت سے گفتگو کر سکتا ہوں۔ اس لئے پبلک طور پر گفتگو کرنے کے لئے آپکی

انجمن کی طرف سے چٹھی آنی چاہیئے۔ اپر لوکل انجمن کے اسسٹنٹ سکریٹری صاحب کی طرف سے پہلے ہی مضمون کی چٹھی مکرر بھیجی گئی جس کا بہت دیر کے بعد سناتن دھرم سبھا کی طرف سے نہیں بلکہ ایک غیر شخص کی طرف سے یہ جواب ملا کہ جس مکان میں آج پنڈت صاحب کے لیکچر کا انتظام کیا گیا ہے۔ وہاں آپ آکر ساڑھے ۸ سے ساڑھے دس بجے تک ایک گھنٹہ گفتگو کر سکتے ہیں۔ اس جواب کے آنے پر ہم وہاں پہنچ گئے۔ چونکہ یہ نماز عشاء کا وقت تھا اور نماز پڑھنے کی وجہ سے چند منٹ ہم بعد میں پہنچے۔ اس لئے پنڈت صاحب نے اس بات کا خاص انداز سے ذکر کیا۔ حالانکہ ۸½ بجے کا وقت انہوں نے بغیر ہماری کسی احتیاج کو مدنظر رکھتے ہوئے خود ہی مقرر کر دیا تھا۔ پھر ہماری طرف سے جناب میر محمد اسحٰق صاحب (مولوی فاضل) گفتگو کے لئے تجویز ہوئے۔ اور دس دس منٹ طرفین کے لئے رکھے گئے۔ پنڈت صاحب کو کہا گیا کہ آپ مسئلہ مورتی پوجا کی صداقت کے مدعی ہیں۔ اس لئے اٹھ کر اپنے دلائل پیش کریں۔ لیکن انہوں نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ میں ہرگز کوئی دلیل پیش نہیں کرونگا۔ آپ لوگوں کو اگر مورتی پوجا کے دلائل معلوم نہیں تھے تو آپ یہاں گفتگو کرنے کیوں آئے تھے۔ انہیں کہا گیا کہ ہمیں یہ معلوم نہیں کہ آپ مورتی پوجا کی تائید میں کونسے دلائل رکھتے ہیں بس جب تک آپ خود انہیں بیان نہ کریں۔ اسوقت تک ہم ان سے کسطرح واقف ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا میں آپ کو چند منٹ میں واقف نہیں کر سکتا۔ اگر آپ کی یہی مرضی ہے کہ میں آپکے سامنے مورتی پوجا کے ثبوت میں دلائل پیش کروں۔ تو دو گھنٹہ لیکچر دیتا ہوں۔ آپ سنتے رہیں۔ اور اسکے بعد اعتراض کریں۔ ہم نے کہا بہت اچھا آپ لیکچر دیجئے۔ لیکن ہماری طرف سے یہ کہنے پر انہوں نے مجبور ہو کر کہا کہ میں کسی دن سے لیکچر دے رہا ہوں۔ اس لئے اب لیکچر نہیں دے سکتا۔ البتہ دس منٹ میں مختصر طور پر بیان کرتا ہوں۔ ہم نے منظور کر لیا۔ اور آپ مورتی پوجا کے دلائل دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ لیکن سوائے "ڈنگ" کی تعریف کرنے اور مورتیوں کے پوجا کرنے کے طریق بتلانے کے اور وہ بھی اپنی خاص اصطلاحوں میں جن کا سمجھنا ہمارے لئے ناممکن تھا۔ اور کچھ نہ کیا۔ مکرم میر صاحب نے اس کے جواب میں چند منٹ عربی میں تقریر کی تاکہ پنڈت صاحب کو یہ معلوم ہو جائے کہ جس طرح ان کے لئے عربی کا سمجھنا مشکل ہے اسی طرح ہمارے لئے سنسکرت مشکل ہے اور کہا کہ پنڈت صاحب ہمیں یہ بتائیں کہ مورتی پوجا کیوں ضروری ہے اس کے کیا فوائد ہیں۔ اس کی صداقت کے کونسے دلائل ہیں۔ آپ نے اول تو تقریر ایسی کی ہے جو آپکی خاص اصطلاحوں سے پر ہے۔ اس لئے ہم بہت کم سمجھے ہیں دوسرے جو کچھ سمجھے ہیں وہ یہ ہے کہ آپ نے مورتیوں کے پوجنے کے طریق بتلائے اور ڈنگ کی تعریف بیان کی ہے۔ اور بس۔ ہم آپ سے آپکے طریق عبادت نہیں پوچھتے۔ بلکہ مورتی پوجا کی ضرورت اور اس کی صداقت کے دلائل پوچھتے ہیں۔ آپ عقلی دلائل دیں۔ اور ثابت کریں کہ اسکے بغیر ایشور کی بھگتی نہیں ہو سکتی ۔

اسکے جواب میں پنڈت صاحب نے کہا۔ چونکہ ڈنگ پر بہت بڑا اعتراض کیا جاتا ہے اس لئے ہمنے اس کی تشریح کر دی ہے کہ آپ بھی عوام نہ کر دیں جو ہمنے ایشور کی صفات اور تیجہ کے سین پبلک کو سمجھانے کے لئے برہما پیدا کرنے والا۔ وشنو پرورش کو پالنے والا اور مہیش جس کی طرف چیزیں جاتی ہیں کی مورتیاں بنائی ہیں اور یہ کوئی گناہ نہیں کیا۔ آپ بھی تو حجر اسود کو چومتے اور ایک خاص طرف منہ کر کے عبادت کرتے ہیں ۔

اس کا جواب انہیں یہ دیا گیا کہ ابھی آپ نے مورتی پوجا کی صداقت میں کوئی دلیل نہیں دی۔ صرف یہ کہا ہے۔ کہ ایشور کی صفات سمجھانے کے لئے برہما۔ وشنو اور مہیش کی مورتیاں بنائی ہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ خدا کی صرف یہی صفات نہیں۔ اور بھی بہت سی ہیں۔ وہ علیم ہے۔ وہ بصیر ہے وہ ہر ایک چیز پر غالب ہے وہ پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ان صفات کا مظہر آپ نے کونسی مورتیوں کو بنایا ہے ۔

پھر آپ نے مورتی پوجا کی دلیل تو کوئی دی نہیں۔ البتہ اہل اسلام پر اعتراض کر دیا ہے کہ وہ حجر اسود کو بوسہ دیکر اسکی پوجا کرتے ہیں۔ کیا آپ لوگ بچوں کو بوسہ نہیں دیتے۔ اگر دیتے ہیں اور ضرور دیتے ہیں تو کیا آپ انکی پوجا کرتے ہیں اور اس کا نام بال پوجا رکھتے ہیں اگر نہیں تو مسلمانوں پر حجر اسود کو بوسہ دینے کی وجہ سے اسکی پوجا کرنے کا الزام کیوں لگاتے ہیں ۔

پنڈت صاحب نے فرمایا۔ آپ کہتے ہیں کہ ہمنے مورتی پوجا کی کوئی دلیل نہیں دی۔ اچھا اب سنئے۔ دیکھئے۔ الف ایک آواز ہے جسکی کوئی شکل نہیں لیکن ملانوں نے اسکے سمجھانے کے لئے ایک لکیر مقرر کر دی ہے اسی طرح پرمیشور کے سمجھانے کے لئے ہمارے رشیوں نے مورتیاں بنادی ہیں۔ یہ ہے دلیل مورتی پوجا کی ۔

آپ نے حجر اسود کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ آپ لوگ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں تو کیا انکی پوجا کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں۔ بچے تو جاندار ہوتے ہیں۔ اسلیئے انکے بوسہ دینے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن حجر اسود تو بے جان ہے۔ اسکو کیوں بوسہ دیا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگ اسکی عزت کرتے ہیں تبھی تو بوسہ دیتے ہیں اور جب عزت کرتے ہیں تو اسکی پوجا بھی ہو گئی ۔

آپ نے کہا ہے۔ ایشور کی بہت سی صفات ہیں انکے کونسے مظہر ہیں۔ میں آپکو بتاتا ہوں کہ ہم ایشور کی تمام صفات کے الگ الگ مظہر مانتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہاں ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کی پوجا کی جاتی ہے ۔

آپ یہ بتلائیے کہ مسلمان ایک خاص طرف منہ کر کے کیوں نماز پڑھتے ہیں کیوں جدھر کسی کا جی چاہے منہ کر کے نماز نہیں پڑھ لیتا ۔

اسکے جواب میں جناب میر صاحب نے فرمایا کہ آپ نے الف کی شکل بنانے کی مثال پیش کی ہے۔ لیکن یہ درست نہیں کیونکہ الف ہماری اصطلاح ہے اس لئے ہمیں اسکے متعلق اختیار ہے کہ جس طرح چاہیں اس کی شکل گھڑ لیں۔ اور ہمنے ایک لکیر کا نام الف رکھ لیا ہے اگر کسی اور شکل کو ہم الف قرار دیتے تو وہی الف سمجھا جاتا۔ لیکن پرمیشور خود ایک الوہی ہستی ہے۔ اسکی شکل تجویز کرنا ہمارا کام نہیں ہے۔ اور نہ ہی ہم ایسا کر سکتے ہیں ۔

آپ نے کہا ہے۔ بچہ چونکہ جاندار ہے۔ اسلیئے اسے بوسہ دینے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن حجر اسود چونکہ بے جان ہے۔ اسلیئے اسکو بوسہ دینا اسکی عزت کرنا اور عزت کرنا اسکی عبادت کرنا ہے۔ لیکن یہ بھی غلط ہے۔ آپکا اعتراض حجر اسود کو بوسہ دینے کی وجہ سے تھا۔ کہ اسکے بے جان ہونے کی وجہ سے۔ اور آپ بھی بچوں کو بوسہ دیتے ہیں اسلیئے وہی اعتراض آپ پر پڑتا ہے۔ پس بوسہ دینے کی وجہ سے اگر مسلمان حجر اسود کی پوجا کرتے ہیں تو آپ بچوں کی پوجا کرتے ہیں ۔

لیکن آپ کو یاد رہے کہ کسی کی عزت کرنا اسکی پوجا کرنا نہیں ہوتا کیا آپ گورنمنٹ کے حکام کی اپنے دوستوں کی عزت نہیں کرتے ضرور کرتے ہیں تو کیا انکی پوجا کرتے ہیں اگر نہیں تو مسلمان حجر اسود کی عزت کرنے کی وجہ سے اسکے پجاری کس طرح ہو گئے ۔

آپ نے مسلمانوں کے ایک طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ مسلمانوں میں ایک خاص انتظام قائم کرنے کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ نہ اس لئے کہ خدا صرف اسی طرف ہے قرآن کریم میں آیا ہے۔ وللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ کہ جدھر منہ کرو ادھر ہی اللہ ہے ۔

اسکے بعد پنڈت صاحب نے اپنی پہلی باتوں کو ہی دوہرایا۔ اور خاتمہ پر کہا کہ ہمنے بہت جگہ مناظرے کئے ہیں لیکن جس تہذیب اور [illegible] عمدگی سے جناب میر صاحب نے گفتگو کی ہے ایسی کسی نے نہیں کی۔ ہماری طرف سے کہا گیا کہ اگر آپ ہمیں چیلنج نہ دیتے اور اسلام پر اعتراض نہ کرتے تو ہمیں آپ سے یہ گفتگو کرنے کی بھی ضرورت نہ پڑتی۔ امید ہے آپ آئندہ اس روش کو صرف آریہ صاحبان کے لئے رہنے دینگے۔ اور اپنی روایتی امن پسندی کو کام میں لاکر اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنا ہی مناسب سمجھیں گے ۔

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)
الفضل
قادیان دار الامان - ۳۱ جولائی ۱۹۱۷ء

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور خلق طیر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خالق طیر ہونے کے ثبوت میں غیر احمدی علماء کی طرف سے مندرجہ ذیل آیت پیش کی جاتی ہے ورسولا الی بنی اسرائیل انی قد جئتکم باٰیۃ من ربکم انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذلک لاٰیۃ لکم ان کنتم مومنین ۔

اگرچہ اس آیت کے متعلق ہماری جماعت کے بہت سے ذی علم اور بزرگ اصحاب نے مفصل مضامین لکھے ہیں۔ اور اس کے اصلی منشاء کو بہت عمدگی سے آشکارا کیا ہے۔ مگر ایک دوست کے خط سے ہیں پھر اس کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ اس لئے ذیل میں حسب توفیق لکھا جاتا ہے کہ شاید کسی روح کو اس سے فائدہ حاصل ہو ۔

غیر احمدی دوست انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ کے یہ معنے کرتے ہیں کہ "میں پیدا کرتا ہوں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی مانند۔ پس اس میں روح پھونکتا ہوں۔ پس وہ زندہ ہو کر اللہ کے حکم سے اُڑنے والا ہو جائے گا" ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔ القراٰن یفسر بعضہ بعضا۔ کہ قرآن ایک ایسا کلام ہے کہ وہ اپنی خود ہی تفسیر کرتا ہے۔ پس دیکھنا چاہیئے۔ کہ اگر قرآن کریم کے دوسرے مقامات غیر احمدی مولویصاحبان کے معنوں کی تائید کریں تو ہمیں ان کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں۔ ورنہ ایسے معنوں کے صحیح ہونے پر انکا اصرار کرنا جن سے قرآن کریم میں تناقض پیدا ہوتا ہو۔ اور متعدد آیات ان معنوں کے خلاف موجود ہوں۔ طریق انصاف سے بہت بعید ہے۔ قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات غیر احمدی مولوی صاحبان کے معنوں کی تردید کرتی ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ام جعلوا للہ شرکاء خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیہم قل اللہ خالق کل شیء ‌‌ﭑﭑ کہ کیا انہوں نے جو اللہ کے شریک بنائے ہیں ان میں سے کوئی ایسا بھی ہے۔ جس نے کچھ پیدا کیا ہو۔ خدا کے پیدا کرنے کی مانند اور الٰہی مخلوق اور ان کے شرکاء کی مخلوق میں کوئی تمیز نہ رہی ہو۔ کہدے اللہ ہی ہر ایک چیز کا خالق ہے ۔

اب جبکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ صرف میں ہی ہر ایک چیز کا خالق ہوں۔ دوسرا کوئی بھی معبودان باطلہ میں سے جن کو اللہ کا شریک ٹھہرایا گیا ہے کسی چیز کا خالق نہیں (ایسا پیدا کرنا جو خدا کے پیدا کرنے کے مشابہ ہو۔ ورنہ صرف ایک بت تو انسان بھی بنا سکتا ہے)

تو اس آیت کے یہ معنے کس طرح درست ہو سکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (جو تمام شرکاء سے بڑھ کر شریک باری بنائے گئے ہیں) بھی بعض جانوروں کے پیدا کرنیوالے ہیں۔ کیا ان معنوں کے لحاظ سے قرآن کریم کا دعوٰی ام جعلوا للہ شرکاء خلقوا کخلقہ غلط نہیں ثابت ہوتا۔ دیکھو خدا نے تو مٹی سے ایک آدم کو بنایا۔ اور اس میں رُوح پھونکی۔ مگر حضرت عیسیٰ کی نسبت کہا جاتا ہے کہ بے تعداد پرندے مٹی سے بنائے اور ان میں رُوح پھونکی۔ اس سے حضرت عیسیٰ کی خدا تعالیٰ سے مشابہت تو در کنار وہ تو خالق ہونے کے لحاظ سے خدا سے بھی بڑھ گئے۔ کیونکہ خدا نے تو آدم کو پیدا کرنے کے بعد پیدائش کا سلسلہ نطفہ کے ذریعے قائم کیا۔ جسکے تیار ہونے پر بہت دیر لگتی ہے۔ مگر حضرت عیسیٰ کے پرندے منٹوں میں تیار ہو کر اُڑ بھی جاتے تھے۔ اِدھر مٹی تھوپی۔ اُدھر روح پھونکی۔ اور وہ فوراً ہی اُڑتے بنے ۔

غیر احمدی صاحبان کو خیال کرنا چاہیئے کہ وہ قرآن کریم کی کسی آیت کے ایسے معنے کیوں کرتے ہیں۔ جس سے قرآن کریم کا ایک صریح دعوٰی لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔ کہ اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو اس میں بہت اختلاف ہوتا۔ بھی غلط قرار پاتا ہے۔ کیونکہ ایک جگہ تو نص صریح کے طور پر فرما دیا کہ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے۔ اور کوئی بھی خلق نہیں کر سکتا۔ لیکن دوسری جگہ سے حضرت عیسیٰ کا خالق ہونا نکالا جاتا ہے۔ کیا یہ معنی کرتے سے ایک دشمن دین کو یہ موقعہ نہیں ملتا کہ وہ کہدے نعوذ باللہ قرآن میں تناقض ہے۔

پھر پارہ ‌ﭑﭑ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا لہ۔ کہ جن لوگوں کی مشرک پرستش کرتے ہیں۔ وہ تو ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ اور کسی اکیلے نے تو کیا پیدا کرنا ہے۔ اگر وہ سارے کے سارے بھی جمع ہو کر مکھی کے پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ تو بھی نہ کر سکیں۔

پھر پارہ ‌ﭑﭑ میں فرماتا ہے:۔ والذین تدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئا وھم یخلقون۔ کہ جن کو مشرک لوگ شریک باری بناتے ہیں وہ تو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ بلکہ خود پیدا کئے گئے ہیں۔ یہ یاد رہے کہ الذین ذوی العقول کے واسطے آتا ہے۔ چنانچہ جہاں پر اللہ تعالیٰ کا مقصد بت ہیں۔ وہاں پر لفظ ما استعمال فرمایا ہے۔ چنانچہ آیا ہے انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم۔ کہ تم اور جن بتوں کی تم پوجا کرتے ہو۔ وہ جہنم کا ایندھن ہیں۔ اب حضرت عیسیٰ سے بڑھ کر کس کو شریک باری ٹھہرایا جاتا ہے۔ ان کو خدا کا بیٹا بلکہ خدا قرار دینے والے بے شمار عیسائی صاحبان موجود ہیں اس لئے ان آیات کے رُو سے وہ تو ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے چہ جائیکہ چمگادڑیں وغیرہ پیدا کرتے ۔

اصل میں بات یہ ہے کہ حضرت مسیح تو تمثیلوں میں کلام زیادہ کیا کرتے تھے۔ اس لئے قرآن کریم میں بھی خدا تعالیٰ نے آپ کے کلام کو تمثیلی رنگ میں ہی بیان فرما دیا ۔

اخلق کے لفظ پر اکثر لوگوں کو دھوکہ لگتا ہے۔ مگر وہ اتنا نہیں سوچتے کہ فاعل کے بدلنے کے ساتھ فعل کی نوعیت بھی بدل جاتی ہے۔ مثلاً خدا تعالیٰ سمیع و بصیر ہے۔ اور انسان بھی سمیع و بصیر ہوتے ہیں۔ لیکن کیا کوئی عقلمند

کہہ سکتا ہے کہ خدا اور انسان کا سمیع وبصیر ہونا ایک جیسا ہی ہے۔ یعنی جس طرح خدا تعالیٰ بغیر کانوں اور آنکھوں کے دیکھتا اور سنتا ہے۔ اسی طرح انسان بھی سنتا اور دیکھتا ہے یا جسطرح انسان کے کان اور آنکھیں ہیں (نعوذ باللہ) اسی طرح خدا کی بھی ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اسی طرح خلق کی صفت ہے یہ بھی خدا اور انسان کے متعلق ایک ہی معنوں میں نہیں لی جاسکتی۔ انسانی خلق سے وہی خلق مراد لی جائیگی۔ جو اس کی طاقت اور ہمت کے مطابق ہوگی نہ کہ لفظ خلق کو دیکھ کر اس کو خدا تعالیٰ کی طرح خلق کرنے والا قرار دیا جائیگا اب ہم دیکھتے ہیں کہ خلق کے کوئی ایسے معنی بھی ہیں یا نہیں؟ جو انسان پر صادق آسکتے ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ خلق کے معنے یہ بھی ہیں کہ تراش خراش کرکے کوئی اعلیٰ چیز تیار کرنا۔ بڑھئی کو لغت میں خالق اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ لکڑی کے معیوب اور غیر ضروری حصے کو دور کرکے عمدہ اور کارآمد چیز بناتا ہے۔ پس حضرت عیسیٰ کے متعلق جو خلق کا لفظ آیا ہے۔ اسی کا یہی مطلب ہے کہ وہ کسی چیز کے نقائص اور کمزوریوں کی اصلاح کرتے تھے۔ وہ چیز کیا تھی؟ وہ الطین تھی۔ اس لفظ سے بھی لوگوں نے دہوکہ کھایا ہے۔ لیکن اگر ان کے مدنظر یہ اصل ہوتا۔ کہ خدا تعالیٰ کے سوا اس قسم کی خلق کرنا کسی کی طاقت میں نہیں ہے۔ تو وہ کبھی دہوکہ نہ کھاتے یہاں الطین سے مراد ابن آدم ہے جیساکہ فرمایا بدء خلق الانسان من طین۔ کہ پیدائش انسانی ابتداءً مٹی سے ہوئی۔ یعنے حضرت آدم مٹی سے پیدا کئے گئے اور پھر اس کی نسل کو بذریعہ نطفہ دنیا میں قائم کیا گیا۔ اور جیسے فرمایا خلقه من تراب۔ کہ آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا۔ اس سے یہ بتلانا مقصود ہے۔ کہ آدم سے جب غلطی ہوئی تو اسنے توبہ و استغفار کی۔ اور خدا کے حضور گر گیا۔ پس جیسے من الطین سے ایسا ابن آدم مراد ہے۔ جو اپنی غلطی پر نادم ہو۔ اور اصرار نہ کرے۔ چنانچہ حضرت مسیح بھی بار بار انجیل میں اپنے آپ کو ابن آدم ابن آدم کہتے ہیں۔ جس کا مطلب یہی ہے کہ میں اسی الطین یعنے آدم سے ہوں جو خدا کے حضور گرتا اور اپنی کمزوریوں اور لغزشوں کا اقرار کرتا تھا۔ چونکہ یہ بات مجھ میں بھی پائی جاتی ہے۔ اس لئے حقیقی ابن آدم میں ہوں۔ ورنہ ابن آدم تو ہر ایک انسان ہے۔ پھر ان کے ابن آدم کہنے کا کیا مطلب تھا۔ لیکن جسطرح خدا تعالیٰ نے ابن نوح کے متعلق حضرت نوح کو لیس من اهلك اس لئے کہدیا۔ کہ وہ حضرت نوح کے طرز عمل پر نہ چلتا تھا اسی طرح درحقیقت ابن آدم وہی شخص ہوسکتا ہے۔ جو اپنی غلطیوں کا اقرار کرتا اور اپنے آپکو خدا کے حضور حضرت آدم کی طرح گراتا ہے۔

تو من الطین سے حضرت مسیح کی مراد ایسا شخص ہے جو اپنے قصور کا اعتراف کرے۔ ضد اور ہٹ دھرمی اس میں نہ ہو۔ اس کو حضرت عیسیٰ خلق کرتے تھے وہ خلق کیسی ہوتی تھی۔ اس کا پتہ کھیئۃ الطیر سے لگ سکتا ہے۔ جسکے معنے ہیں۔ پرندے کی مانند نہ کہ پرندہ۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ پرندے نہ بنایا کرتے تھے۔ بلکہ پرندہ کی صفت کسی دوسری چیز میں پیدا کرتے تھے۔ چونکہ پرندہ بلندی کی طرف پرواز کرتا ہے اس لئے پرندے سے اس کو تشبیہ دینے سے حضرت مسیح کا یہ مطلب ہے کہ میں ایسے شخص کو زمینی سے آسمانی انسان بنا دونگا۔ اور وہ طیراً اڑنے والا یعنے خدا سے اپنا تعلق قائم کرنے والا بن جائیگا۔ اور اولیاء اللہ میں سے ہو جائیگا۔ اسی لئے انجیل میں حضرت مسیح کہتے ہیں کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم میں رائی کے برابر بھی ایمان ہو تو تم پہاڑ سے کہو چل تو وہ چل پڑے گا یعنے بڑے بڑے اہم امور تم سر انجام دینے لگ جاؤ۔

پس آیت مندرجہ کہ انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیه فیکون طیرا باذن اللہ کے اتنے حصے کے یہ معنے ہوئے کہ میں تمہارے لئے ایسے شخص کو جو اپنی غلطی کا اعتراف کرنیوالا ہو نہ کہ اصرار کرنے والا۔ اس کے نقائص کو دور کرکے ایک پرندے کی مانند بناکر اس میں ایسی ایمانی روح پھونکتا ہوں جس سے وہ پرواز کرتا ہوا واصل باللہ ہوسکتا ہے۔

حدیث شریف میں بھی اعلیٰ درجے کے مومنوں کو سبز پرندوں سے تشبیہ دیگئی ہے۔ کیونکہ وہ ایمان میں اسقدر ترقی کر جاتے ہیں کہ پرواز کرتے ہوئے زمینی سے آسمانی بن جاتے ہیں۔

یہاں حضرت عیسیٰؑ کے باذن اللہ کہنے سے انکی شان نبوت ظاہر ہوتی ہے۔ ان کے یہ کہنے سے ایک تو یہ مراد ہے کہ ایسی تعلیم خدا تعالیٰ نے مجھے دی ہے۔ اور اسکے حکم اور اذن سے میں وہ تعلیم دینے آیا ہوں نہ کہ میری اپنی طبیعت کا اختراع ہے۔ دوسرے یہ کہ انبیاء علیہم السلام۔ تمام خوبیوں کو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ کیونکہ کسی کی روحانی اصلاح کرنا اور اس کو باخدا انسان بنانا نہایت مشکل امر ہے اسی وجہ سے حضرت عیسیٰ نے باذن اللہ کہا ہے تا اس عظیم الشان کام سے میری ذاتی خوبی اور بڑائی نہ سمجھی جائے بلکہ یہ خدا کا ہی کام ہے۔

پھر من الطین سے ایسا شخص بھی مراد ہوسکتا ہے۔ جسمیں تکبر اور خود پسندی نہ ہو۔ کیونکہ یہ امور روحانی ترقی میں سخت رکاوٹ کا باعث ہوتے ہیں۔ بلکہ عجز اور انکساری طبیعت میں رکھتا ہو۔ گویا کہ وہ خاک ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح بھی متی ۱۸ میں فرماتے ہیں۔ پس جو کوئی اپنے آپ کو اس بچے کی مانند چھوٹا بنائے گا۔ وہی آسمان کی بادشاہت میں بڑا ہوگا۔ اور اس زمانہ کے مسیح ثانی نے بھی یہی ارشاد فرمایا ہے

تیرے ملنے کے لئے ہم مل گئے ہیں خاک میں

پس حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں کہ وہ شخص جو ایسی فروتنی اختیار کرے کہ گویا وہ خاک ہوجائے۔ میں اس کو ایسی تعلیم دیتا ہوں۔ اور ایسی ایمانی روح پھونکتا ہوں کہ وہ خدا رسیدہ بن جاتا ہے۔ یہ ہیں صحیح اور درست معنی اس آیت کے۔

النظر

دیوان حسرت حصہ دوم سید فضل الحسن صاحب حسرت بی اے (موہانی) کو ہندوستان میں پڑھے لکھے بہت سے آدمی جانتے ہیں۔ آپ ایک مشہور شاعر ہیں۔ اور آپ کی شاعری صحیح جذبات کی ترجمان ہوتی ہے جو کچھ آپکے حسرت چشیدہ دل پر گذرتا ہے۔ اسے برنگ تغزل درد انگیز لہجہ میں کہہ ڈالتے ہیں آپنے مختلف ادبی رسائل اور اخباروں میں وقتاً فوقتاً جو اپنا کلام شائع کرایا ہے اس کا دوسرا حصہ آپکی بیگم صاحبہ نے شائع کیا ہے شاعری سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب پڑھیں اور لطف اٹھائیں۔ قیمت مع محصولڈاک ۵ر ہے۔ ملنے کا پتہ:۔ منیجر رسالہ اردوئے معلیٰ علیگڑھ سے۔

زار کی حالت زار کے متعلق

حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی اور مولوی ثناء اللہ صاحب

جہاں تک ہمیں معلوم ہے۔ مولوی ثناء اللہ نے اپنی اخبار اہلحدیث میں زار روس کی پیشگوئی کا (جو بڑی صفائی سے پوری ہوئی ہے) انکار کرنے کے لئے چار پانچ دفعہ ذکر کیا ہے اور ہر دفعہ نیا ہی رنگ بدلا ہے۔ اور طرفہ یہ کہ پھر بھی ایک گونہ ہر دفعہ اقرار بھی کرتے جاتے ہیں۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم (منہ سے انکار اور دل سے یقین کر لیا ہے) کی وجہ سے مولوی صاحب ایسا کر رہے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

چنانچہ ۱۶ مارچ کے پرچہ اہلحدیث میں یوں لکھتے ہیں۔ "ناظرین غور فرماویں۔ ان اشعار میں زلزلہ کا ذکر ہے یا جنگ کا۔ تو ہمارے منقولہ اشعار میں سے تیسرے شعر میں صاف طور پر زلزلہ کا نام ہے۔ اور پانچویں شعر میں اس واقعہ کے زمانہ کو ایک گھڑی بتلایا ہے۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ واقعہ ایک گھڑی میں ہونے والا ہے جنگ کی طرح سالہا سال کا کام نہ ہوگا"

اس میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے انکار کی وجہ صرف یہ بیان کی تھی کہ ان اشعار میں دو الفاظ ساعت و زلزلہ ایسے ہیں۔ جو آفت موعودہ کو جنگ نہیں بننے دیتے۔ مگر جب قرآن شریف سے یہ ثابت ہو جائے۔ کہ زلزلہ اور ساعت کے الفاظ جنگ پر بولے جاتے ہیں۔ تو مولوی صاحب کو (بشرطیکہ قرآن کریم کو قابل حجت سمجھتے ہوں) اسکے ماننے میں شاید کوئی عذر نہیں ہوگا۔ اسواسطے جب اخبار الفضل میں قرآن شریف سے ہی لفظ زلزلہ جو زلزلوا زلزالا شدیدا جنگ احزاب میں اور لفظ ساعت بل الساعۃ موعدھم میں جو پیشگوئی جنگ بدر کے متعلق تھی۔ دکھلایا گیا۔ تو بجائے اس کے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی غلطی کی اصلاح کرتے اور سمجھتے کہ میں نے یہ حملہ قرآن کریم پر کیا ہے انہوں نے کتمان حق کے لئے دوسرا رخ بدلا۔ چنانچہ ۱۳ اپریل کے پرچہ میں یوں پردہ پوشی کرتے ہیں۔

"یکا یک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے۔ یہ شعر اور اس کے آگے پیچھے کے شعر صاف بتلا رہے ہیں کہ وہ وقت جسمیں زار کی حالت کا یہ نقشہ دکھایا ہے وہ زلزلہ کا وقت ہوگا۔ جو ابھی تک نہیں آیا۔ اور زار اپنی زاریت کے عہدے سے ہمیشہ کے لئے برطرف ہو گیا۔ اس سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو یہ کہ قادیانی نبی کی یہ پیشگوئی غلط ہو گئی۔ کیونکہ اس کے آنے سے پہلے ہی زار معدوم ہو گیا"

اس میں مولوی ثناء اللہ نے بتلایا ہے کہ اس پیشگوئی کے دو حصے تھے۔ ایک یہ کہ زار روس معزول ہو جائیگا۔ دوسرا یہ کہ اسوقت زلزلہ آئیگا۔ پہلا حصہ پورا تو ہو گیا۔ مگر وہ پورا ہونا تھا۔ بوقت زلزلہ اور زلزلہ ابھی تک نہیں آیا" مگر جو قرآن کریم کو خدا کا کلام ماننے والے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ زلزلہ کا اطلاق قرآن کریم میں جنگ پر بھی کیا گیا ہے۔ کمامر پس اس پیشگوئی کا مطلب یہ ہوا کہ زار روس جب معزول ہوگا۔ تب ایک شدید جنگ کا موقعہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور یہ پیشگوئی ان معنوں پر ایسی صاف متحقق الوجود ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی جب ہوش سنبھالے اور معلوم کیا کہ قرآن کریم میں تو زلزلہ شدید کا لفظ جنگ پر بولا گیا ہے۔ اور اس سے انکار کرنا میری پردہ دری کا موجب ہے تو تیسرا رنگ ۲۷ اپریل کے پرچہ میں یوں بدلا ہے۔

"اس عبارت کے دو حصے ہیں۔ اصل الہامی الفاظ اور مرزا صاحب کا امکانی خیال۔ الہامی الفاظ کی بابت تو مرزا صاحب بھی مانتے ہیں کہ ان میں زلزلہ ہی مذکور ہے۔ باقی امکانی طور پر لکھتے ہیں کہ اور کوئی مصیبت بھی ہو تو ممکن ہے۔ اس لئے اب ہمیں اصول روایت کے مطابق اختلاف میں تطبیق دینا چاہیئے۔ جو ہمارا اور مرزا صاحب کا مسلم ہے"

اس عبارت سے مولوی ثناء اللہ صاحب نے بے علم لوگوں کو دھوکہ دینا چاہا ہے یا اصل بات کو خود ہی نہیں سمجھے۔ کیونکہ یہ قاعدہ ان دو عبارتوں میں مستعمل ہوتا ہے جسمیں نسبت تباین ہو اور دونوں میں کسی صورت سے اتحاد نہ ہو سکے۔ اور وہ صورت یہاں نہیں ہے۔ کیونکہ موجودہ جنگ پر لفظ زلزلہ اور شدید آفت دونوں صادق آتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم اس کا شاہد ہے۔ اب اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کے ہوش و حواس قائم ہوتے اور وہ قرآن شریف کا علم رکھتے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی الہامی و اجتہادی عبارتوں میں تناقض نہ سمجھتے۔ اور نہ ہی یہ قاعدہ لگاتے۔ معلوم ہوتا ہے۔ مولوی صاحب دوسرے علموں کی طرح مسئلہ تطبیق روایت میں بھی بے خبر ہیں۔ ورنہ موجودہ صورت کا نام نہ تو تطبیق روایت رکھتے۔ اور نہ اس قاعدہ کے ماتحت اس کو لاتے۔ مگر جب اس بات کی کمزوری کو انہوں نے محسوس کر لیا۔ تو چوتھا کروٹ بدلا۔ اور ایسا بدلا کہ چاروں شانے چت گرے۔ چنانچہ ۶ جولائی کے اہلحدیث میں لکھتے ہیں :-

"اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ یہ پیشگوئی کوئی قابل خوف و ہراس نہیں۔ کیونکہ یہ زلزلہ مرزا صاحب کی زندگی میں ہو چکا جسکو مرزا صاحب نے بھی مان لیا تھا کہ ہاں یہی ہے غور سے سنئیے :-

اے عزیزو! آپ لوگوں نے اس زلزلہ کو دیکھ لیا ہوگا۔ جو ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء کی رات کو ایک بجے کے بعد آیا یہ وہی زلزلہ تھا۔ جسکی نسبت خدا تعالیٰ نے اپنے الہام میں فرمایا تھا۔ پھر بہار آئی۔ خدا کی بات پھر پوری ہوئی سو الحمد للہ والمنۃ اسی کے مطابق عین بہار کے ایام میں یہ زلزلہ آیا - ۲ مارچ ۱۹۰۶ء۔ یہ اقتباس صاف بتلاتا ہے کہ مرزا صاحب کا موعودہ زلزلہ عظیمہ جس کی بابت یہ مصرع تھا۔ زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار۔ یہ انہی کی زندگی میں ہو چکا اب اس کا انتظار یا خوف کرنا یا کسی اور واقعہ پر اس کو چسپاں کرنا خود مرزا صاحب کے منشاء کے برخلاف ہے"

اس میں مولوی ثناء اللہ نے صاف صاف لفظوں میں اقرار کیا ہے کہ یہ پیشگوئی مرزا صاحب مسیح موعود کی لفظ بلفظ پوری ہو گئی ہے۔ اور وہ ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء کے زلزلہ سے پوری ہوئی۔ مگر ناظرین جب یہ معلوم کرینگے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے جس عبارت کا حوالہ دیا ہے۔ اسی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہ ۲۸ فروری کا زلزلہ اس آفت عظیمہ جس کا نقشہ ع زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار میں کھینچا ہے۔ بطور ارہاص اور پیش خیمہ تھا۔

تو نہ صرف مولوی صاحب کو لا تقربوا الصلوٰۃ والی مثال کا مصداق سمجھیں گے۔ بلکہ یقین کر لینگے کہ واقعی لتستبعن سنن من قبلکم۔ اور حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کا بھی وقت ہے (حالی اللہ المشتکی)۔ اب سنئے۔ ۲۸ فروری کے زلزلہ کے متعلق جو اشتہار حضرت مسیح موعود نے دیا ہے اسکے چند فقرات جو مولوی ثناء اللہ نے نہیں لکھے درج ہوتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:-

"اے عزیزو! آپ لوگوں نے اس زلزلہ کو دیکھ لیا ہوگا ...... سو الحمد للہ و المنۃ اسی کے مطابق عین بہار کے ایام میں یہ زلزلہ آیا (یہاں تک تو ثناء اللہ نے لکھا ہے اسکے آگے یہ الفاظ ہیں) لیکن آج یکم مارچ ۱۹۰۶ء کو صبح کے وقت پھر وحی میرے پر نازل کی جسکے الفاظ یہ ہیں "زلزلہ آنے کو ہے" اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ وہ زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہے۔ وہ ابھی نہیں آیا بلکہ آنے کو ہے۔ اور یہ زلزلہ اس کا پیش خیمہ ہے۔ جو پیشگوئی کے مطابق پورا ہوا۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے رسالہ الوصیت میں قبل از وقت لکھا تھا صرف ایک زلزلہ کی پیشگوئی نہیں۔ بلکہ کئی زلزلوں کی نسبت خدا تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی ہے" (الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۰۶ء)

دیکھئے مولوی ثناء اللہ صاحب! اس عبارت مخولہ سے (جسکو آپنے دیدہ دانستہ چھوڑ دیا تھا) صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آفت موعودہ علاوہ زلزلہ ۲۸ فروری کے آنی تھی جسکی اطلاع پھر یکم مارچ کو دیگئی۔ مگر دیکھے کون؟ سچ ہے شعر

تحت ادیم السماء ع

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

اب اگر مولوی ثناء اللہ کے چاروں بیانات کو دیکھا جاوے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ کے نزدیک (بشرطیکہ قرآن کریم کے معانی جانتے ہوں) یہ پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ والفضل ما شہدت بہ الاعداء

پس اب مولوی ثناء اللہ کے لئے ایچا پیچی کرنی بے سود ہے۔ صرف دو میں سے ایک ہی راہ ہے یا تو صاف صاف شریف آدمیوں کی طرح اقرار کر لیں کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی ہے جیسا کہ مولوی محمد عالم صاحب نے جن کی شہادت ہم ذیل میں درج کرینگے) اقرار کیا ہے۔ اور اگر وہ ایسا ت کو اپنے حق میں خلاف وضع فطرتی سمجھتے ہیں تو جن باتوں پر ان کا انکار مبنی تھا۔ ان کو ہم نے جب قرآن کریم اور اصول روایت سے توڑ کر ھباءً منثوراً کر دیا ہے تو اب ان کو چاہیئے کہ ہمارے دلائل قرآنیہ کا جواب دیں۔ ع اگر صدق داری بیار و بیا +

مولوی محمد عالم صاحب (مولوی فاضل) مدرس مدرسہ اسلامیہ امرتسر کی شہادت۔

"مکرم بندہ جناب مولوی صاحب الفاکم اللہ تعالیٰ میں آپکی یادآوری کا نہایت مشکور ہوں۔ یہ اشتہار (زار روس کی پیشگوئی کے متعلق) کئی دفعہ میری نظر سے گذر چکا ہے موافق و مخالف اسپر کئی پہلوؤں سے لے دے کر رہے ہیں جس سے میری دانست میں کوئی فیصلہ نہیں قرار پاتا۔ ہاں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ اس کا صدق و کذب حاشیہ کا محتاج ہے۔ اگر اسکو بغیر حاشیہ چڑھانے کے مان لیا جاوے تو صرف یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ایک پیشگوئی تھی۔ جو پوری ہو گئی" ۱۶؍
محمد عالم مدرس

اسکے بعد ہم ذیل میں چار پانچ الفاظ پیشگوئی میں سے اقتباس کرتے ہیں جنکے دیکھنے سننے سے ایک طالب حق اور خوف خدا رکھنے والے دل کو زیادہ اطمینان ہو جائے گا کہ اس جنگ ہی مراد ہو سکتی ہے۔ لاغیر +

(۱) "نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آب رود بار"۔ چونکہ زلزلہ سے تو دب کر انسان مر جاتا ہے۔ اور خون بجائے روانگی اختیار کرنے کے بیچ میں ہی سوکھ جاتا ہے۔ اسلیئے یہاں زلزلہ بمعنی بھونچال مراد نہیں۔ بلکہ زلزلہ بمعنی جنگ مراد ہے +

(۲) "خون سے مُردوں کے کوہستان کے آب رواں"۔ یہ مصرعہ بھی مندرجہ بالا نتیجہ کی تصدیق کرتا ہے +

(۳) "زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار" قرآن شریف سے ساعت (گھڑی) کا لفظ جنگ پر بولا گیا ہے نہ کہ زلزلہ پر۔ دیکھو قرآن شریف فی ساعۃ العسرۃ (جنگ حنین) وغیرہ +

(۴) "آسماں حملے کریگا کھینچ کر اپنی کٹار" تلوار کا لفظ جنگ کے لئے آتا ہے نہ کہ زلزلہ کے لئے +

ان دلائل واضحہ کے ہوتے ہوئے بھی اگر کوئی نہ مانے تو سوائے اسکے کیا کہا جائے کہ لھم قلوب لا یفقھون بھا و لھم اعین لا یبصرون بھا۔

بالآخر مجھے مولوی ثناء اللہ صاحب پر سخت افسوس ہے کہ جب میں نے ان کو مندرجہ ذیل خط لکھا تھا۔ تو کیوں نہ انہوں نے زار پیشگوئی کے متعلق ہر طرح مجھ سے تشفی کرالی۔ اب بھی ہم امرتسر میں ہی ہیں۔ اور تحریری تقریری ثبوت دینے کو انشاء اللہ طیار ہیں +

مولوی ثناء اللہ جب چاہیں مجھے بلائیں۔ صرف حفظ امن کا ذمہ لیں۔ اور یہ بھی اقرار کریں کہ تمسخر اور شعر بازی کو بیچ میں لاکر وقت ضائع نہ کرینگے۔ ہاں یہ یاد رہے کہ اپنے دعوے کی تائید میں قرآن حدیث سے باہر نہ جانا ہوگا۔ وہ خط جو مولوی صاحب کو بھیجا گیا تھا۔ اور جس کا تا ہنوز جواب نہیں آیا۔ درج ذیل ہے:-

"بسم اللہ الرحمن الرحیم + نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت جناب مولوی ثناء اللہ صاحب! بعد تسلیم معروض ہوں۔ کہ آپ اس ٹریکٹ کو پڑھ کر جس نتیجہ پر پہنچیں۔ مجھے مطلع کریں۔ مگر اعتراض کرتے وقت اس بات کو ضرور مدنظر رکھیں۔ کہ اگر آپ کا وہی اعتراض کوئی یہودی یا عیسائی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم یا قرآنی پیشگوئی پر کرے۔ تو جو جواب قرآنی آپ کا ہوگا۔ وہی ہمارا سمجھیں۔ ۱۱ر جون ۱۹۱۷ء" بشرط ضرورت مفصل پھر انشاء اللہ +

خاکسار محمد ابراہیم بقاپوری

[illegible] خط و کتابت [illegible]

سیرِ عالم

(نوشتہ ماسٹر عبد الرحیم صاحب نیّر)

آج دنیا میں وہ عظیم الشان انقلاب وہ خطرناک زلزلہ ہے جو اپنی تباہی و بربادی وسعت و فراخی کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہے۔

میں عالم تصور میں بام دنیا کی رفیع چھت پامیر پر کھڑا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ تمام دنیا عجائب و غرائب واقعات اور زیر و زبر کردینے والے انقلابات کی آماجگاہ بن رہی ہے۔ میں نے چاروں طرف نظر دوڑائی اور خوب دوڑائی ہے۔ تمام عالم کی سیر کی اور خوب کی ہے۔ حضرات جغرافیہ و حافظہ اس وقت میرے مشیر ہیں۔ موخر الذکر مہربان رائٹر کی مرتب کردہ رپورٹوں کا طومار ہاتھ میں لئے ہے۔ اور اول الذکر مستعدی سے ہر مقام کا نام بتلانے کی خدمت ادا کر رہا ہے ؛

اسلامی دنیا

میری آنکھ سب سے پہلے اس مقدس چاردیواری پر پڑی ہے۔ جہاں خلیل و اسمٰعیل کسی وقت معماری کا کام کرتے تھے۔ جہاں میثاق النبیین کی پیشگوئی کا مصداق سب کا سردار نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑا ہوا۔ ایک وقت اصنام کو خانہ خدا سے نکلنے کا حکم دے رہا تھا۔ جغرافیہ نے مجھے بتادیا کہ یہ ارض مقدس حجاز ہے حافظہ نے اپنا طومار دیکھ کر فرمایا۔ اب قومیت کا شیدا۔ جرمنی کا قیدی کوتاہ اندیش مگر شجاع ترک اپنی شامت اعمال کے باعث اس گھر کی خدمت سے محروم ہوچکا ہے۔ اب خانہ خدا کی حفاظت میں سید حسین ابن علی شاہ حجاز و ملک العرب آگیا ہے۔ اور اس کی افواج وہ دیکھو ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ عقبہ تک پھیل رہی ہیں۔ حجاز ریلوے پر حملہ کر رہی ہیں۔ اب میں عربی افواج کا معائنہ کرتا ہوا جزیرہ نما سینا پر پہونچتا ہوں۔ طور کی چوٹیاں گو کسی گذشتہ نور کا پتہ دیتی ہیں مگر ان کے گرد وہی لق و دق صحرا ہے۔ سویز کو عبور کرکے مصر پر حملہ کرنے کے خواب دیکھنے والے ترک کا نام و نشان نہیں۔ عباس حلمی سابق خدیو کی مایوسانہ شکل اپنی حرکات ناشائستہ کو یاد کرکے کف افسوس مل رہی ہے۔ مرج البحرین یلتقیان کا منظر دکھانے والی نہر پر گورے منہ والا انگریز سپاہی ہندوستانی اور مشرق و مغرب کے درمیان بسنے والا مصری سپاہی پہرہ دے رہا ہے۔ میں نہر سے پار اتر کر مصر میں پہونچا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ سلطان حسین والئے مصر کی سواری آرہی ہے۔ خوشحال مصری پادشاہم چوق یشا کا نعرہ مار رہے ہیں ٭

یوسف و موسیٰ علیہما السلام کے سبق آموز کارناموں کی رسالت کی سرزمین میں بہ افسوس سے دیکھتا ہوں۔ کہ اسلام کا صرف نام ہی نام ہے۔ ایک تھیٹر میں عربی زبان کے اندر شکسپیر کا ہیملٹ ہو رہا ہے۔ سرگردہ ایکٹرس میڈم مُنیرہ ہیں۔ بہت سی مصری لیڈیاں یورپین لباس میں تماش بینوں کی کرسیوں کو زینت دے رہی ہیں۔ اخبارات کے قائم مقام مذاق و خوش طبعی سے کہہ رہے ہیں :-

"مصری خواتین نے آج مُنیرہ کا گانا سننے کی خوشی میں برقعہ پہننے کی قدیم اور قومی رسم کو خیرباد کہدیا ہے" نیر ایسٹ

ع - دل میں اک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو آگئے

اور مصری سرحد کو عبور کرکے ناکام مدعیان مہدویت کے جانشینوں کی حالت زار کا ایک عبرت انگیز منظر ان کے اپنے زاویوں میں دیکھتے ہوئے میں طرابلس عرب و اطالوی فاتح کی مغائرت بھری نگاہوں کا مطالعہ کرتا ہوں۔ اور ٹیونس الجزائر اور موراکو کے مسلمان سپاہیوں کو اپنے فرمانرواؤں کی امداد کے لئے تیاری میں مصروف پاکر وفاداری کی تعلیم دینے والے پاک مذہب کا اثر مشاہدہ کرکے آب سیاہ کنار کے کنارہ پر پہونچتا ہوں۔

مشیر اول فرماتے ہیں :- بحر ظلمات - دریائے اوقیانوس اٹلانٹک اوشن ٭

مشیر ثانی کہتے ہیں :- یہ وہ مقام ہے۔ جہاں عرب کے جلال و عظمت کا پرچم اڑانے والے بہادر سپہ سالار نے اپنے جوش فتوحات میں اسپ تازی کو پانی میں ڈالدیا تھا اور امواج سمندر کو فتح کرنے کی ٹھان بیٹھا تھا اور ہاں وہ خط پیچھے کوہ اطلس کے مشرقی کنارے کے قریب کیروان کی شاندار اسلامی چھاؤنی کے کھنڈرات ہیں (خاموشی اور دل میں آہ کیروان آہ کیروان صحابہ کا آباد کردہ فوجی کالجوں کا مرکز ......)

ہاں وہ دائیں طرف جبل الطارق اور اس کے پرے اندلوسیا اور قصر الحمرا ......

میں یہاں پر بات کاٹتا ہوں۔ اور اسلامی دنیا سے ابھی نکلنا نہیں چاہتا۔ اور پھر ارض حجاز میں آکر قبلہ کے نزدیک القبیلہ کا مطالعہ کرتا حضرت جلالت ہاشمیہ شریف کی افواج کی قواعد دیکھتا اور روانہ ہونے سے پہلے پوسٹ عربیہ پر بھی نظر ڈالتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ خوبصورت سبز ٹکٹ پر

برید حجازی

المکۃ المکرمہ

لکھا ہوا ہے۔ تہذیب کے نشان اصلاح کا دور ہے۔ جو بدقسمت ترک کو میسر نہیں آیا۔ طواف کعبہ سے فارغ ہو کر میں ارادہ کرتا ہوں کہ خاک یثرب کو طوطیائے چشم بناؤں۔ سرور کونین کے روضہ پاک کی خوب زیارت کروں۔ مگر دھڑ دھڑا دھڑ دل پھٹ پھٹ پھٹوں کی آتشیں آوازوں نے مجھے روکدیا ہے۔ اور میں حجاز ریلوے کے راستہ سے شام کے خانہ ویران یہود و عرب کو دیکھتا ہوا بیروت کے بے رونق علمی شہر پر نظر ڈالتا ہوں۔ ایا صوفیا کی مسجد کے پاس باسفورس کے کنارے پر پہونچ گیا۔ اور اسلامبول کی اداس اور ڈراؤنی صورت دیکھ رہا ہوں۔ یہاں نہ شوکت پاشا ہے۔ نہ بہادر ناظم نہ شکری ہے نہ فخری۔ میکنسن کے ہاتھ میں فوجی کمان ہے۔ اور کسی وان پاپن کے زیر ہدایت ملکی انتظام ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ یہ حال کیوں ہے؟ اس کا جواب کوئی طرابلس کے بہروپئے انور سے یا یہودی نسل طلعت سے پوچھے۔ میں تو سمجھ نہیں سکتا۔ اور آرمینیا کے عمداً ویران کئے ہوئے علاقہ سے گذرتے ہوئے خون کی پایاب ندی کو عبور کر امام غیب کے ظہور کی امید کو ہمیشہ کے لئے ناامیدی سے بدلنے والے برطانیہ کے نو مقبوضہ شہر سامرا کی غار سر من رائے کا معاینہ کرکے اور بغداد میں قیصر ہند کے مہذب زیر ضبط سپاہیوں سے ملاقات کرکے ایران کی سرحد پر آتا ہوں۔ کسریٰ کی سلطنت گو ترکی و جرمن سازشوں سے بظاہر پاک ہے۔ مگر ابھی تک کسریٰ کے ایوان میں ایرانیوں کی کم علمی اور سازشیوں کی ہوشیاری کے باعث برابر تزلزل کا سماں ہے۔ ایران سے نکل کر میں کابل کی سیر کرتا امیر کو

قیصر ہند کا وفادار پاکہ احمدیوں سے ملتا اور محسودیوں کی شرارت اور سزا کا ذکر سنتا ہوا خیوا و بخارا کی دو آزاد ریاستوں میں سے ہو کر پھر اپنی نظر پامیر کی بلندی پر اپنے پاؤں دیکھتی ہوئی پاتا ہوں۔ اس سیر کے بعد میرا دل چاہتا ہے کہ میں سیاسی معاملات میں انہماک رکھنے والے مدعی اصلاح سے کہدوں کہ خدا اب اسلام کی عظمت اس سیاست سے نہیں کریگا جس کا تو شیدا ہے۔ بلکہ خداوند خدا محمد رسول اللہ کا خدا اب اس ظاہری سیاست کو مٹاتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ مسیح موعود احمد نبی اللہ کی روحانی امن پسند تعلیم سے اسلام کو ترقی دے اور دکھا دے کہ اسلام کبھی

تلوار سے نہیں پھیلا

میں تھک گیا۔ بہت سیر کی۔ دل پر صدمے ہوا۔ اس لئے اب آرام کرتا ہوں۔ زندہ رہا تو انشاء اللہ اسی پامیر کی بلندی سے بہت جلد ناظرین الفضل کو کل دنیا کی سیر کراؤں گا۔ ابھی چند سلسلہ کی خبریں دیکر سیر عالم کو ختم کرتا ہوں ؞

اخبار احمدیہ

مجھے ضرورت نہیں کہ اب میں عالم تصور میں سیر عالم کروں بلکہ اب میں اپنی چھوٹے سے کمرہ میں چھوٹی سی میز رکھے بیٹھا ہوا ان خطوط کا خلاصہ پیش کرتا ہوں۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈاک سے یا میری اپنی خط و کتابت سے میری میز پر ہیں۔ فھو ھذا :-

انگلستان حضرت مفتی صاحب اور قاضی صاحب اپنا کام مستعدی سے کر رہے ہیں۔ بہن سلمہ سوتھ سی سے لکھتی ہیں کہ مفتی صاحب وہاں تبلیغی دورہ پر جانے والے تھے۔ بہن موصوف کی ٹانگ کے اندرونی حصہ میں ٹخنے اور گھٹنے کے درمیان زخم ہے۔ جو پانچ سال کے بعد اچھا ہوا تھا۔ مگر اب پھر خراب ہو گیا ہے۔ بہن موصوفہ تمام احمدی بھائی اور بہنوں سے دعا کی درخواست کرتی ہیں اور خواہش کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے موت سے پہلے قادیان دکھا دے۔ خدا کے فضل سے باوجود مخالفت انگلستان کا کام ترقی پر ہے ہاں ضرورت اور سخت ضرورت ہے

کہ احباب لنڈن مشن کو مضبوط کریں۔ اور بڑھتے ہوئے اخراجات کا جو ۱۰۰۰ روپیہ ماہوار تک پہونچ گئے ہیں۔ فکر فرما دیں۔

سیلون کا احمدی اخبار جماعت سیلون خدا کے فضل سے ترقی کر رہی ہے۔ نیا ہفتہ وار اخبار برابر نکل رہا ہے۔ برادران سیلون درخواست کرتے ہیں کہ احمدی انگریزی خوان احباب اس اخبار کی سرپرستی فرمائیں جو احباب نمونہ کا پرچہ چاہیں وہ خاکسار (ماسٹر عبدالرحیم نیر قادیان) سے طلب فرما دیں یا

Secretary Anjuman Ahmadiyya 10 Stewart Street Slave Island Colombo

لکھیں۔ اخبار کی قیمت ۶ر سالانہ ہے ؞

انجمن احمدیہ سیلون سیکرٹری صاحب انجمن احمدیہ سیلون درخواست کرتے ہیں کہ انجمن احمدیہ کولمبو کے سرپرست حضرت خلافت مآب ہیں۔ اور مقامی حالات متقاضی ہیں کہ احمدی گریجوایٹ اس کے سرپرست nice patron بنیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ سلسلہ کے گریجوایٹ اصحاب اس منصب کو منظور فرما کر خاکسار (نیر) کو اطلاع دینگے ؞

سیرالیون ملک سیرالیون کے تازہ نومبائعین کی فہرست حسب ذیل ہے :-

(۱) عبدالکریم کول صاحب (۲) عبدالسلام الحسین صاحب

(۳) حسن آدم صاحب (۴) محمد یمین کول صاحب

(۵) احمد رفاعی قاسم صاحب (۶) عبدالسلام نقین صاحب

مکرم بھائی صدرالدین اپنے تازہ نامۂ اخلاص میں دارالامان میں حاضر ہونے کی خواہش کا اظہار کرتے اور حضرت خلیفہ صادق کے پُر شوکت زمانہ کی توسیع کے لئے دعا فرماتے ہیں اور دربارِ خلافت میں اپنی عاجزانہ خدمات تبلیغ پیش کر کے دعا کے خواستگار ہیں ؞

متفرق ماریشس کی جماعت کامیابی سے کام کر رہی ہے۔ مولوی حسن موسیٰ خان کا آسٹریلیا سے کوئی خط نہیں آیا۔ دیر ہو گئی ہے۔ احباب دعا فرما دیں۔ ڈھاکہ میں ہماری جماعت اب باقاعدہ نماز جمعہ ادا کرتی ہے۔ اسی طرح ناگور میں بھی خدا کے فضل سے جمعہ باجماعت شروع ہو گیا ہے۔ مالابار کے کلکٹر صاحب نے احمدی قبرستان کا معاملہ ہماری جماعت کے حق میں فیصل کرنے کا وعدہ فرمایا ہے

راجہ ارا کال نے احمدیوں کو پھر تکلیف میں ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ مگر ناکام رہا ؞

گریجوایٹ نومبائعین تازہ بیعت کرنے والوں میں بمبئی کے ایک معزز سیٹھ اور ڈھاکہ کے محمد عظیم الدین صاحب بی۔ اے۔ ایچ پور کے محمد ماشاء اللہ صاحب بی۔ اے ہیں۔ اللہ تعالیٰ استقامت بخشے۔ بیعت خلافت کرنے والوں میں اخویم میاں غلام رسول صاحب پشاور کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

آنریری مبلغین حضرت خلافت مآب کے حضور اکثر احمدی احباب اپنی تبلیغی رپورٹیں بھیجتے رہتے ہیں۔ مگر جس جوش کے ساتھ چوہدری ابوالہاشم خان صاحب ایم۔ اے مولوی مبارک علی صاحب بی۔ اے بی۔ ٹی۔ میاں محمد شریف صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ماسٹر خیرالدین صاحب بی۔ اے میاں سراج الدین صاحب اسٹیشن ماسٹر اور مسٹر اکبر علی صاحب اسسٹنٹ انجنیر تبلیغی رپورٹیں ارسال کرتے ہیں۔ وہ قابل تقلید ہے۔ انجنیر صاحب تازہ خط میں لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے افسر کو بھی تبلیغ کی۔ اور خدا کے فضل سے اثر ہوا۔ وہ باوجود سخت ہونے کے میرے کام سے خوش ہیں۔ انجنیر صاحب کو ترقی ملنے والی ہے۔ احباب دعا فرما دیں ؞

ضرورت نکاح

ایک احمدی بھائی راجپوت بھٹی جو بمشاہرہ تیس روپے ماہوار کچہری میں ملازم ہیں۔ ۴۰ سال عمر پہلی بیوی بھی موجود۔ مگر اولاد نہیں۔ اسلئے نکاح ثانی کی ضرورت ہے۔ تین مکانات قیمتی تخمیناً پانچ ہزار زیورات نقد وغیرہ تین ہزار کل آٹھ ہزار کی جائداد ہے۔ احباب میری معرفت خط و کتابت کریں۔ ار کا ٹکٹ ساتھ ہو ؞ (اکمل قادیان)

ضرورت نکاح

ایک احمدی زمیندار جٹ سندھو۔ اکتیس بیگہ زمین چاہی کا مالک ۳۰ سالہ نکاح کا خواہشمند ہے۔ پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ خط و کتابت بنام مولوی امام الدین صاحب گولیکی ضلع گجرات کے پتہ پر ہو ؞

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی ضیاء الاسلام (۶۸) پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)